اخبار نورافشاں لودیانہ

آفتاب صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۳۰) مطبوعہ ۲۹ جولائی سنہ ۱۸۹۸ء بروز جمعہ جلد (۲۶)

ایڈیٹوریل نوٹس

بائبل کے مطالعہ سے ہم کو اپنی نسبت خدا کی طرف سے تین حقیقتیں نظر آتی ہیں۔ اور وہ حقیقتیں اور صداقتیں اس قسم کی ہیں کہ اُن کا پتا قرآن یا وید یا گرنتھ یا زند اوستہ وغیرہ میں نہیں ملتا۔

پہلی حقیقت یہہ ہے کہ خدا نے جب ہم گنہگار ہی تھے ہم کو پیار کیا۔ ہم یہہ مانتے ہیں کہ گناہ کی وجہہ سے ہماری ضمیر اور عقل خستہ ہو گئیں ہیں۔ ہماری حالت اُس شخص کی سی ہے جو ایسا گرا ہے کہ اُٹھہ نہیں سکتا۔ ۱یوحنا ۴۔۱۰ میں یہہ لکھا ہے۔ محبت اس میں ہے کہ نہ ہم نے خدا کو پیار کیا بلکہ خدا نے ہم کو پیار کیا اور اپنا بیٹا بھیجا کہ ہمارا فدیہ ہو پھر۔ رومیوں کا خط ۵: ۹-۸۔ لیکن خدا نے اپنی محبت ہم پر یوں ظاہر کی کہ جب ہم گنہگار ٹھہرے تھے مسیح ہمارے واسطے موا وغیرہ۔ پھر۔ خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا کہ اُسنے اپنا اکلوتا بیٹا دیا وغیرہ۔ پھر۔ ۲قرنتیوں ۵: ۱۹-۱۸۔ یعنے خدا نے مسیح میں ہوکے دنیا کو اپنے ساتھہ یوں ملالیا کہ اُس نے اُنکی تقصیروں کو اُن پر حساب نہ کیا اور میل کا کلام ہم کو سونپا۔

دوسری حقیقت یہہ ہے کہ مسیح خداوند نے گناہوں کا پورا کفارہ دیدیا ہے۔ ۱یوحنا ۲: ۲ میں یہہ لکھا ہے۔ اور وہ ہمارے گناہوں کا کفارہ ہے۔ فقط ہمارے گناہوں کا نہیں بلکہ تمام دنیا کے گناہوں کا بھی۔ پھر لکھا ہے کہ مسیح کا لہو ہم کو تمام گناہوں سے پاک کرتا ہے اور پھر ۲پطرس ۳: ۹ میں ہے کہ یہہ خدا کی مرضی نہیں ہے کہ کوئی تباہ ہو بلکہ یہہ کہ کُل توبہ کریں۔

تیسری حقیقت یہہ ہے کہ خدا گناہوں کی بخشش اور دھونیکے لئے ہماری دعوت کرتا ہے مثلاً۔ یسعیاہ ۱: ۱۸۔ اب آؤ کہ ہم باہم حجّت کریں۔ خداوند کہتا ہے اگرچہ تمہارے گناہ قرمزی ہوویں پر برف کی مانند سفید ہو جاوینگے وغیرہ۔ پھر اے تھکے اور ماندو۔ میرے پاس آؤ میں تمکو آرام دونگا۔ حزقی ایل ۱۸: ۳۲-۳۱ کاہیکو تم جو اہل اسرائیل ہو مروگے کہ خداوند یہوواہ کہتا ہے کہ مجھے اُسکے مرنے سے جو مرتا ہے خوشی نہیں اسلئے پھرو اور جیتے رہو۔

ہم ناظرین نورافشاں کو مکرر یاد دلاتے ہیں کہ امہات المومنین بجواب کتاب ازواج مطہرات سرسید احمد خاں مرحوم جو اب ۸ ہفتہ سلسلہ وار ۴ صفحہ رسالہ کی صورت میں شائع ہوگا اُس کو بغور پڑھیں اور دوسروں کو سُنائیں۔ بلکہ اصرار بلیغ کرتے ہیں کہ وہ لوگ جو اخبار نہیں خریدتے اور بدیں وجہہ جواب کے معائنہ سے محروم رہیں گے اور اِس امر کا موازنہ نہیں کر سکیں گے کہ مصنف امہات المومنین نے بجواب کتاب ازواج مطہرات میں کس شہسواری اور چابک دستی سے کام لیا ہے اور کر اپنی کتاب کی عدیم النظیری کا ایک نیا ثبوت دیا ہے کہ وہ بھی خریداروں میں اپنا نام لکھوالیں اور ہم اُن کو یقین دلاتے ہیں کہ اُن کو درنج کرنے کی گنجائش نہ ہوگی۔ محمد صاحب کی سرگذشت کا یہہ آئینہ دیکھکر اگر محمدی پھر بھی اپنے ہٹ سے باز نہ آویں تو تقاوت ازلی کے سوائے اور کیا سبب ہو سکتا ہے۔ جو آنکھہ رکھتے ہوئے دیکھتے نہیں اور کان رکھتے ہوئے نہیں سُنتے ؎

✣ ✣

✣

نُور اَفشاں

پادری اے ایچ۔ یونگ صاحب ایم۔ اے۔ ایڈیٹر
پادری ای۔ ایچ۔ گولکن ناتھ صاحب۔ پادری غلام مسیح صاحب } اسسٹنٹ
پادری طالب الدین صاحب۔ بی۔ اے۔ پادری۔ بی۔ سی۔ اوبل صاحب } ایڈیٹر

بقیہ

مُبارکؔ اُمیّد

باب پنجم

برّے کی شادی کی ضیافت

چند ایک علیحدہ علیحدہ باتیں اِس بیاہ میں موجود ہونگی اوّل۔ یہہ کہ خوشی اور حمد اور تعریف کی دھوم ہوگی جیسا "ایک بڑی جماعت کی سی آواز اور بہت پانیوں کی آواز اور بڑے گرج کی سی آواز یہہ کہتی ہوئی سُنی کہ ہلیلویاہ کیونکہ خداوند خدا قادرِ مطلق بادشاہت کرتا ہے" (۶ آیت) مکاشفات کے ۱۹ باب سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ شادی بادشاہوں کے بادشاہ خداوندوں کے خداوند کی عدالت کے لئے اُس کی آمد سے نہایت ہی تھوڑی دیر پیشتر ہوگی یا یوں کہیں کہ ہمارے خداوند اور اُس کے مسیح کی کل جہان کی بادشاہت سے ذرہ ہی پیشتر ہوگی (مکاشفات ۱۱: ۱۵) پھر یہہ آواز ہوگی "آؤ ہم خوشی و خورمی کریں اور اُس کا جلال ظاہر کریں اِس لئے کہ برّے کا بیاہ آپہنچا" (۷ آیت) برّے کی شادی کے سبب آسمان کی فوجیں اور خدا کے سب خادم اور وے سب جو اُسکا خوف مانتے ہیں کیا چھوٹے کیا بڑے متعجب ہوکر تعظیم کرتے اور حمد وثنا میں مصروف ہوتے ہیں (۵ آیت) آخر میں یوحنا رسول کو حکم ملتا ہے کہ لکھ "مبارک وے ہیں جو برّے کی شادی کی مہمانی میں بُلائے گئے" (۹ آیت)۔ دُلہن کا حصہ نہایت ہی بے مثل اور لاثانی ہے تیر وے جو اُس دن کی خوشی میں شریک ہونے کے واسطے دعوت کئے گئے ہیں مبارک ہیں۔ اور اِس میں کچھ تعجب نہیں کیونکہ وے مسیح کی خواہشوں کی بھرپوری کے دیکھنے کے واسطے دخل پاتے ہیں کہ اُس کی خوشی جب وہ اپنی کلیسیا کو جس کے واسطے اُس نے اپنی جان دی تھی اپنے حضور حاضر کریگا کامل ہوگی کہ کلیسیا اپنے خداوند کی محبت کے لائق ہوکر اب خدا کے جلال میں مُلبس ہوگی۔ اِس عظیم حادثہ کی دید کے لئے اِن مبارکوں کی دعوت ہے (یوحنا ۱۴: ۲ نیز مکاشفات ۲۱: ۱۰ سے اٰگے)۔ یہہ دن ایک عام خوشی کا دن ہوگا۔ خدا کے دل میں خوشی۔ برّے اور اُس کی دُلہن کو خوشی اور اُن تمام کو خوشی جو اِس عجیب ماجرے کو دیکھنے کی اجازت حاصل کریں گے۔ مگر اِس عجیب و لاثانی منظر میں ہماری نگاہ برّے پر پڑتی ہے کیونکہ اُس روز برّہ ہی صورتِ اعظم اور شکل عجیب ہوگا کیونکہ بقولِ شخصے "یہہ برّے کی شادی کہلاتی ہے نہ کہ کلیسیا کی شادی جو برّے کی دُلہن ہے ہاں برّے کی شادی گویا اُس روزِ اعظم میں برّے کو خاص کرکے خوشی ہوگی۔ یہہ سچ ہے کہ کلیسیا کو مسیح میں خوشی حاصل ہوگی پر مسیح اپنی کلیسیا میں زیادہ خوشی پاویگا۔ خوشی کا نہایت قوی جوش جو ابدیت تک جاری رہیگا خداوند کے سینے میں اُس وقت شروع ہوگا جب وہ اپنی خون خریدہ دُلہن کو دیکھے گا۔ جیسا تمام باتوں میں اُس کا درجہ اوّل ہے اِس بات میں بھی اوّل ہوگا کہ اُس کی خوشی کلیسیا کی خوشی سے زیادہ ہوگی"

"یہہ تیرے ہی لئے ہے اے تو جو اُس کی شاہانہ دُلہن ہے کہ اُس کا روشن ترین جلال جھلک مارتا ہے اور اُس کا دل جو لاتبدیل اور خوش تر ہے معہ تمام محبت و اُلفت کے جو اُس میں موجود ہے تیرا ہی ہے"

اِس شادی کے تعلق میں ایک سوال لازمی ہے۔ وے جو برّے کی شادی کی مہمانی میں بُلائے گئے ہیں اور جن کو مبارک کہا ہے کون ہیں؟ ہماری عقل میں اور کلام الہی کے موافق وے مبارک لوگ آدم کے وقت سے لیکر پنتیکوست کے دن سے پہلے کے ایماندار اور مقدس لوگ ہیں جو ہر حال میں مبارک اور خداوند کی قربت اور محبت میں خوشحال مگر وے کلیسیا میں جو مسیح کی دُلہن ہے شامل نہیں۔ وے دُلہن نہیں مگر دُولہے کے دوست ہیں اور دُولہا اور دُلہن کو دیکھ دیکھ کر خوش اور خورم ہوتے ہیں۔ وے بھی مسیح کے کفارہ اور خون سے خریدے ہوئے ہیں مگر دُلہن پنتیکوست کے دن روح القدس کے نزول کے وقت سے تیار ہونی شروع ہوئی۔ دو ایک مقامات اِس بات کے ثبوت میں پیش کرنے مناسب سے ہیں "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اُن میں سے جو عورتوں سے پیدا ہوئے یوحنا بپتسمہ دینے والے سے کوئی بڑا ظاہر نہیں ہوا لیکن جو آسمان کی بادشاہت میں چھوٹا ہے سو اُس سے بڑا ہے" (متی ۱۱: ۱۱) یہاں پر "آسمان کی بادشاہت" سے کلیسیا مراد ہے کہ جو کلیسیا میں شامل ہوکے خداوند کی دُلہن ہوگیا وہ خوشی اور جلال اور محبت اور قربت میں بیشک اُس سے بڑا اور زیادہ ہے جو کلیسیا میں شامل نہیں اگرچہ اُس کی بزرگی بہت ہی بڑھکر کیوں نہ ہو۔ پھر دیکھو خود یوحنا بپتسمہ دینے والا اپنے اور دُولہا اور دُلہن کے حق میں کیا شہادت دیتا ہے "جس کی دُلہن ہے وہ دُولہا ہے پر دُولہا کا دوست جو کھڑا ہے (یہہ خود یوحنا ہے) اور اُس کی سُنتا ہے دُولہا کی آواز سے بہت خوش ہوتا ہے پس میری یہہ خوشی پوری ہوئی" (یوحنا ۳: ۲۹) مبارک ہیں وے جو برّے

کی شادی کے جشن میں بُلائے گئے مگر زیادہ مبارک وے ایماندار ہیں جو کلیسیا میں شامل ہو کر خداوند مسیح کی دُلہن ہو گئے۔ اے تو جس نے ہم کو اپنے خون سے خریدا اور اپنی دُلہن میں شریک کیا ہماری تمام محبت اور اُلفت کو لے اور ہم میں اپنا جلوہ ظاہر کر ۔

مُراسلات

جوابِ استفسار

۸ جولائی کے نورافشاں میں ایک صاحب استفسار فرماتے ہیں۔ کہ اگر کسی صاحب نے مندرجہ ذیل دو شعروں کا مطلب عملاً سچ ثابت کیا ہو ..... تو لکھ کر ممنون فرماویں کیونکہ میں بارہا اُس کا تجربہ کر چکا ہوں۔ جس کے ساتھ میں نے ایسا سلوک کیا اُس نے دشمنی کی نگاہ سے دیکھا۔ وہ شعر یہہ ہیں۔

دوست آں باشد کہ او معایب دوست۔ ہمچو آئینہ روبرو گوید
نہ کہ چوں شانہ باہزار زباں۔ پس سرِ رفتہ موبمو گوید

جواب

مستفسر صاحب سچ فرماتے ہیں۔ ضرور بعض صورتوں میں کسی کا عیب بتلانا اُس کو دشمن بنانا ہوتا ہے ۔ مثلاً اگر ناصح خود کسی ویسی ہی یا اُس سے بھی بدتر عیب میں مبتلا ہو تو اُس کی نصیحت اُس کا دوست حقارت سے سُنیگا اور خداوند کا فرمان اُسے یاد دلاویگا۔ کہ "اے ریاکار پہلے شہتیر کو اپنی آنکھ سے نکال" یا اگر ناصح اپنے دوست کو نصیحت تو کرے مگر پھر اِدھر اُدھر جا کر مشہور بھی کرنے لگ جاوے کہ فلاں شخص میں فلاں عیب ہے۔ تو اس حالت میں ناصح کو وہ شخص دوست نہیں سمجھ سکتا بلکہ حقیقتاً ایسا ناصح پکا دشمن ہے۔ اور وہ ناصح خداوند کے حکم کے موافق عمل نہیں کرتا۔ کہ اپنے بھائی کو علیحدہ جا کر سمجھا۔ یا اگر ناصح کوئی ناکردنی عیب اپنے دوست کے سر پر تھوپنے لگ جاوے اور اُس کے اِنکار پر مصر ہو کر کہے کہ تو نے فلاں عیب کیا ہے۔ تو ایسے حال میں بھی اُس کا دوست ناصح شفیق نہیں سمجھ سکتا۔ اور ایسا ناصح خداوند کے حکم کو ٹال رہا ہے۔ کہ "عیب نہ لگاؤ"۔ لیکن اگر ناصح اپنے دوست کے عیوب کو ایسا ہی سمجھے۔ جیسا کہ گویا وہ خود اُن عیوب سے معیوب ہے۔ اور جیسے وہ اپنے عیوب کو عام میں تشہیر کرنے سے احتراز کرتا ہے۔ ویسے اپنے دوست کے عیب ظاہر کرنے سے پرہیز کرے۔ اور خدا کے سامنے اور اپنے دوست کے ساتھ ملکر اُن عیوب پر اپنے آنسو بہائے۔ کہ گویا وہ عیب جو اپنے دوست میں دیکھتا ہے۔ اُس کے اپنے عیب ہیں۔ جیسے کہ دانیل نے کیا۔ تو کیا مجال ہے۔ کہ کوئی شخص ایسے ناصح کو دشمنی کی نگاہ سے دیکھے۔

اب مستفسر صاحب جو اپنے آپ کو ایک بڑا ناصح سمجھتے ہیں۔ کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ "میں بارہا اُس کا تجربہ کر چکا ہوں"۔ سوچ لیں کہ اُن کے سمجھانے میں کہاں نقص ہے۔ مگر میں اپنے اور دیگر دوستوں کے تجربہ سے یہہ فرض کرتا ہوں کہ یہہ ایک مسلمہ امر ہے۔ کہ اگر خداوند کے اُن احکام کو مدنظر رکھکر جو سمجھانے کے بارے میں مندرج ہیں نصیحت کریں۔ تو ناصح ہمیشہ عزت کی نگاہ سے دیکھا جاویگا۔ آخر میں مستفسر صاحب سے درخواست ہے۔ کہ ایک دفعہ وہ میری عرض کے موافق اس مسئلہ پر عمل کر کے کسی کو نصیحت کریں اور پھر بتلا دیں کہ آپ کس نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ والسلام۔

نیازمند
فتح مسیح از فتحگڑھ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور

ولایتی مشنری اور ہندوستانی کلیسیا

کچھ عرصہ سے اِس امر کے متعلق مضامین نورافشاں میں چھپ رہے ہیں۔ "مسیحی" بھی اِس کی نسبت بہت کچھ لکھ چکا ہے۔ اور پنجاب چرچ کونسل کی آخری رپورٹ بھی اِسی مضمون کی بحث سے لبریز ہے۔ راقم نے اُن سب مختلف تحریرات کو بشوق کمال پڑھا ہے۔ اور آرزومند ہے کہ اپنے چند ناقص خیالات کو ناظرین نورافشاں اور خاصکر مضامین مذکورہ بالا کے لکھنے والوں کی خدمت میں پیش کرے۔

اوّل۔ عرض یہہ ہے کہ اِس مضمون کی بحث میں جو سنجیدگی اور تامل چاہئے وہ بہت ہی کم نظر آتا ہے۔ نفسانیت اور جلد بازی اور چرب زبانی بہت دخل پا گئی ہے۔ انگریزی میں ایک مثل ہے جس کا ترجمہ یوں ہو سکتا ہے "ایسی جگہوں میں جہاں فرشتے دبے پاؤں سے چلتے ہیں بیوقوف کودتے پھاندتے گھس جاتے ہیں"۔ یہہ مناسب نہیں۔

دویم۔ بعض اصحاب دوسری طرف دوڑتے ہیں اور بحث کو بالکل بند اور نکتہ چینی کو معدوم کر کے مشنری صاحبان اور اُن کی کارروائیوں کا مرتبہ عرش معلّیٰ تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ یہہ عین خوشامد اور برابر چرب زبانی اور بدلحاظی کے نامناسب ہے۔ حقیقت تو یہہ ہے کہ ہر سو مسیحیوں میں سے بلا مبالغہ ننانوے ۹۹ ایسے ہیں کہ اُن پر یا اُن کے بزرگوں پر مشنری صاحبان کے احسانات کا بوجھ بھاری ہے۔ پس چرب زبانی عین بے حیائی ہے۔ برعکس اِس کے یہہ بھی ظاہر ہے کہ مشنری صاحبان نے ہنوز ہم کو جنت میں نہیں پہنچا دیا اور اُن کے باغ (یعنے کلیسیا) کے پیڑ (یعنے ثمرکار) چنداں پھلدار نہیں دکھائی دیتے۔ پس بڑی تعریف اور خوشامد بھی ناجائز ہے۔ اور کسی قدر نکتہ چینی کی گنجائش ہے۔ اور یہہ بھی ہمارا تجربہ ہے کہ سنجیدہ اور وسیع دل والے مشنری جس قدر اپنے پروردہ اور

دست نگر مسیحیوں کی چرب زبانی سے ناراض ہوتے ہیں اُسیقدر مناسب اور آزادانہ نکتہ چینی سے (بشرطیکہ اس میں بت کی سی کڑواہٹ جو عین شیطنت ہے نہو) خوش بھی ہوتے ہیں ؏

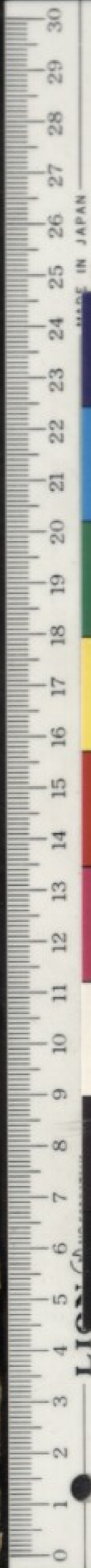
ایک امر جس کو ہمارے عزیز اکثر فراموش کر دیتے ہیں یہہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کی مرضی ہے کہ یوروپ اور ایشیا کو ہمیشہ کے لئے متحد اور منسلک کرے۔ کیا یوروپ کی قومیں صرف چند روز کے لئے یہاں خیمہ زن ہیں۔ ہرگز نہیں۔ دو دریاؤں کے پانی کو خدا نے ملایا ہے اور اُن کے میل سے تیسرے رنگ اور مزے کا پانی بنایا چاہتا ہے۔ انگریز اِس ملک سے ہرگز نہیں نکلیں گے۔ پس یہہ چاہنا کہ مشنری صاحبان ہندوستان سے چلے جاویں یا ہندوستانی کلیسیاؤں سے اپنے تعلقات کو قطع کریں اور ہندوستانیوں کو محض اپنی فطرتی روش پر چھوڑ دیں خواہش اور تمنا محال ہے۔ دوستو۔ یہہ تو یہیں رہیں گے۔ نہ تمہارے بُلانے سے آئے اور نہ تمہارے نکالے سے نکلیں گے۔ اور یہہ تمہاری دعوت کریں نہ کریں تم ضرور خود بخود اُن کے دست نگر اور فرمانبردار غلام بننا چاہوگے اور تم نہ چاہوگے تو تمہارے اچھے چاہیں گے۔ کیوں بے فائدہ محال کی تمنا کرنے اور اپنی قلموں کو گھسنے ہو۔ بہتر یہہ ہے کہ کسی طرح اُن کے ساتھ صلح اور میل پیدا کرو۔ اُن کے مطالب کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ اور اپنے مطالب انسانیت اور عقلمندی سے اُنہیں سمجھاؤ۔ ملکر کام کرنے کی کوئی راہ نکالو۔ اُن کی طبیعتیں تمہاری طبیعتوں سے زیادہ صاف اور قوی ہیں۔ اُن کی صلاح سے تم کو فایدہ پہنچیگا۔ اُن کے آئین دنیا میں آج کے روز لاثانی ہیں۔ اگر تم اُن کو اپنے ساتھ ملا سکو تو ہندو مسلمان تمہارے مقابلے کی تاب نہ لا سکیں گے۔ اور اُن سے علیحدہ جو جاہیگا تم کو نگل جاویگا اور اگر نگلے گا نہیں تو چٹکیاں لے لے کے سجاویگا۔ پس کیوں چرب زبانی اور بچوں کی سی گستاخیوں سے اُن کو ناراض کرتے ہو۔ کیا یہہ لوگ تم سے مسیح کی پیروی میں کچھ کم ہیں۔ تم سے یہہ کس بات میں بُرے ہیں جو تم اُچھل اُچھل پڑتے اور منہہ کو آتے ہو۔ جیسے تم ویسے یہہ۔ بلکہ شائد یہہ تم سے بدرجہا اچھے ہیں گو ابھی اُن کے پر نہیں لگے۔ کیوں تمہارے دل میں اُنکے وداع کرنے کی خواہش ولولہ مار رہی ہے۔ کیوں اُن کی صورت تمہاری آنکھوں میں چبھتی ہے۔ آدمی بنو اور اُن کے ساتھ ملکر کام کرنا سیکھو۔ نکتہ چینی کرو تو کڑواہٹ کو بالائے طاق رکھدیا کرو۔ اگر تمہاری آزادی کا آغاز کڑواہٹ میں ہے تو انجام ضرور جہنم ہوگا۔ اور جتنی انجیل تم پھیلاؤگے وہ بھی اسی بسم اللہ غلط سے ظاہر ہے۔ ہم نہیں کہتے کہ سرِ تسلیم خم کیجئے فقط حرف بجا کہئے۔ ضرور نکتہ چینی کرو۔ انگریزوں کے ڈرائنگ روم اور ڈنر ٹیبل پر بیٹھہ بیٹھکر نکتہ چینی کرو۔ اخباروں میں نکتہ چینی کرو۔ جلسوں میں نکتہ چینی کرو۔ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ لیکن محسن کش اور گستاخ نہ ہو جاؤ۔ آخر اُنکا احسان تم پر بھاری ہے۔ ورنہ اُنکو کہنے کا موقع ملیگا کہ

کس نیاموخت فنِ تیر از من۔ کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد

اور ایک بھاری خطرہ دیسی کلیسیا کے سامنے ہے جس سے ہم اپنے اعزا کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں۔ پُرانے مشنری مثل بزرگ کلارک صاحب اور بیٹ من صاحب چراغ سحر ہو رہے ہیں۔ اُن کی برداشت اور محبت کی گہرائی تو صرف خدا ہی کو معلوم ہے۔ لیکن نئے نوجوان مشنری اُن کی سی برداشت نہیں کریں گے۔ وہ اِس امر کا مطالبہ کریں گے کہ دیسی جو ہمارے ساتھ برابری کا دعوی کرتے ہیں انگلش جنٹلمینوں کا سا سلیقہ اور برتاؤ دکھادیں۔ اور یہہ تم سے نہیں ہو سکیگا۔ تم ہر وقت اُن سے مدد اور سفارشوں کی درخواست کروگے۔ اور باہر نکلکر اخباروں میں برابری کے مضمون لکھوگے۔ تمہاری اِن حرکات سے آنے والی پشت کے مشنری ایسے متنفر ہو جائیں گے کہ پھر تم کو کبھی منہہ نہ لگاویں گے۔ وہ ہندو مسلمانوں سے ملنا تمہاری ملاقات کی نسبت بہتر سمجھیں گے۔ پس نقصان کس کا ہوگا۔ گھوڑا اور ٹٹو برابر نہیں ہو سکتے۔ ایسی بات کا دعوی کرو جس کو تم نبھا سکو۔ کلیسیا کی بہبودی کو مدِ نظر رکھو اور اپنی فرضی آزادی کو چولھے میں ڈالو۔ اُستادوں اور شاگردوں میں اگر ناچاقی ہو جائے تو مدرسے کا بیڑا ضرور غرق ہوگا۔ اُستادوں کے نقص تو عیاں ہیں لیکن تمہارے نقص اظہر من الشمس ہیں۔ جس طرح کہ باوجود تمہاری منہہ زوریوں کے مشنری دن رات اِس فکر میں ہیں کہ کس طرح ہم دیسی مسیحیوں کی تعلیم کو ترقی دیں اُن کے لئے وظائف کا انتظام کریں۔ اُن کے لئے نئے نئے مدارس اور کالج کھولیں اِسی طرح تم بھی کوشش کرو کہ باوجود اُن کی یوروپین اکڑ کے باوجود اُن کے ظاہری روکھاپن کے باوجود اُن کی فاتحانہ فخر اور علیحدگی کے کسی طرح اُن کا دل لو اور ایک دوسرے کی کمزوری گھمنڈ اور گستاخی کی برداشت کرو۔

لیکن شاید کوئی پوچھیگا کہ یہہ شخص کس کو نصیحت دے رہا۔ کس سے مخاطب ہو رہا ہے۔ کس نے نکتہ چینی میں کڑواہٹ کو داخل ہونے دیا ہے۔ کون گستاخ ہے۔ کون سی گستاخی کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ کس نے چرب زبانی کی ہے۔ یہہ شخص کیوں ہوا کو گھونسے مار رہا ہے۔ پس مناسب ہے کہ کڑواہٹ گستاخی اور چرب زبانی کی کوئی مثال ہم یہاں بیان کریں۔

مسیحی ماہ مئی صفحہ ۱۴۲۔ "اُنہیں (یوروپین مشنریوں کو) ہم سے راہ و ربط رکھنے اور ملنے جُلنے کی چنداں پرواہ نہیں۔ گرجا میں اُن کی نشست گاہیں الگ۔ جلسوں میں کند ہم جنس باہم جنس پرواز۔ بعض ہندوستانی گرجاؤں



میں تو اب عشاء ربانی بھی انگریزی میں الگ شروع کر دی ہے۔ اور ملیں گے بھی تو اُوپر کی روکھی سوکھی باتیں۔ ہوڈویوڈو۔ آج بہت گرمی ہے۔ اور اگر چوپائی گشت پر گئے تو پتلوں کے کیسوں میں ہاتھ ڈالکر بس اتنا پوچھتے گئے کہ ول سب اچھا ہے۔ اس مثال میں کڑواہٹ۔ گستاخی اور چرب زبانی عجیب درجہ کی کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ خاصکر اس وجہ سے کہ یہہ الزام محض دروغ وجھوٹ ہے۔ ہم بھی اسی دنیا میں بستے ہیں بیسیوں مشنریوں کو جانتے ہیں اور ہم سچ کہتے ہیں کہ آج تک ہم نے ایسا ایک بھی مشنری نہیں دیکھا جس کو ہندوستانیوں سے راہ و ربط رکھنے اور ملنے جُلنے کی پرواہ نہو۔ ہاں یہہ کہو کہ اس امر میں صرف چند ہی مشنری کامیاب ہوئے ہیں۔ اکثر بیچاروں میں اس درجہ کی دھیٹھ پنائی کم پائی جاتی ہے کہ کوّے کی طرح چارپائی پر سے اُڑائے ہوئے منڈیر پر جا بیٹھیں۔ اور بغیر دوستی پیدا کئے ہندوستانی آدمی کا پیچھا نہ چھوڑیں۔ کُل دنیا تسلیم کر رہی ہے کہ بے تعصبانہ ملنے جُلنے میں انگریزوں کے برابر کوئی قوم دنیا میں نہیں۔ اور کُل دنیا یہہ بھی تسلیم کر رہی ہے کہ جھوٹے فخر اور علیحدگی اختیار کرنے اور ہر شے کو تعصب اور شک کی نظر سے دیکھنے میں ہندوستانیوں اور چینیوں کے برابر اور کوئی قوم نہیں۔ اگر یورپین مشنریوں اور ہندوستانی مسیحیوں میں ارتباط کم ہے تو اس کا کم از کم نصف الزام (بلکہ زیادہ) ہندوستانیوں کی تنگ دماغی کے ذمہ ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ مُصلح کی تحریرات اس ارتباط کے امکان کو زیادہ گھٹا دیں گی۔ پھر کون سے گرجا میں انگریزوں کی نشست علیحدہ ہے۔ کون جلسوں میں ہندوستانیوں کو کمرے کے کونوں کی طرف کھینچ لیجاتا ہے۔ حقیقت یہہ ہے کہ ہندوستانی بغیر کسی بیرونی تحریک کے علیحدہ بیٹھنا پسند کرتے ہیں۔ جس طرح کہ ہندو ننگے ہو کر چوکے کے کونے میں بالکل اکیلے کھانا پسند کرتے اور غیر کے سائے کو بھی ناپاک سمجھتے ہیں۔ جس طرح ارتباط سیاحی اور آزادی فطرت سے انگریزوں کو پسند ہے اسی طرح شرم علیحدگی اور گھر میں گھسے رہنا ہندوستانیوں کو پسند ہے۔ گرجوں میں الگ بیٹھنا ہندوستانیوں نے شروع کیا تھا۔ جلسوں میں شرم اور کم سلیقہ کے باعث یہہ لوگ خود بخود مسوں اور میموں سے کوسوں بھاگتے ہیں۔ اور باہر نکلکر کہتے ہیں کہ ہماری طرف تو کوئی التفات ہی نہیں کرتا۔ ہمیں تو صرف پھیکی چاء کا پیالہ ملا۔ ہم تو پھر نہیں آئینگے۔ کس کا قصور ہے۔ تمہارا کیونکہ تمہیں غیروں سے ملنے اور دوستی کرنیکا وقوف ہی نہیں۔ اور اس امر میں اگر کوئی تم پر تشدّد یا تم سے ضد کرے تو تم اُلٹے ناراض ہو جاؤ کہ کم بخت پیچھا نہیں چھوڑتا۔ پھر بعض گرجوں میں ہفتہ کے کسی دن انگریزی میں عشاء ربانی ہوتی ہے۔ اور اُس کا عموماً سبب یہہ ہوتا ہے۔ کوئی مشنری یا پاسٹر چاہتا ہے کہ ہفتہ میں دو دفعہ عشاء ہوا کرے۔ لیکن ہفتے گذر جاتے ہیں اور کوئی ہندوستانی دوسری عشاء میں صورت نہیں دکھاتا۔ کون صبح کو گھر سے نکلے۔ جب یہہ صورت ہوتی ہے تو چند مشنری لیڈیاں جو بلا ناغہ دوسری عشا میں آتی رہی ہیں درخواست کرتی ہیں کہ چونکہ ہندوستانی بھائی آتے نہیں اور اُن کی غیر حاضری میں اُردو میں نماز کرنے سے کوئی خاص فائدہ نہیں پس بہتر ہے کہ ہمارے لئے عشاء کی نماز انگریزی میں پڑھی جائے۔ اب کوئی شخص جو مصلح کی کڑواہٹ گستاخی اور چرب زبانی سے بری ہے کہے کہ اس حالت میں اگر عشاء انگریزی میں ہو تو کیا گناہ ہے۔ یہہ کوئی اعتراض کے لائق بات ہے۔ کیا خواہ نخواہ نکتہ چینی اور عیب جوئی بیہودگی نہیں ہے۔ بھلا جناب بالفرض ہمارا مذکورہ بالا بیان غلط بھی ہو تو ذرہ سوچو کہ اگر کوئی ہندوستانی انگلنڈ میں رہتا ہو اور صبح سے شام تک انگریزی سُنتا ہو تو کیا اُس کا دل نہ چاہے گا کہ کبھی تو اپنی مادری زبان کی شیریں آواز سُنے۔ کیا اگر اُسکو معلوم ہو کہ دو یا چار کوس پر ایک گرجا ہے جس میں ہفتہ کے ایکدن اُردو میں نماز ہوتی ہے تو وہ شوق سے وہاں نہ جائیگا۔ پس اگر ہندوستان میں رہکر انگریز مشنری ہفتہ میں ایک دن اپنی زبان میں عشاء کریں تو مصلح کی رگیں کیوں پھولیں گی وہ کیوں ناراض ہوگا۔ کوئی منصف جواب دے۔

"اور اگر ملیں گے بھی تو اُوپر کی روکھی سوکھی باتیں۔ ہوڈویوڈو۔ آج بہت گرمی ہے۔ اور اگر چوپائی گشت پر بھی گئے تو پتلوُن کے کیسوں میں ہاتھ ڈالکر بس اتنا پوچھتے گئے کہ ول سب اچھا ہے۔" مصلح تم کو اپنے سر کی قسم سچ کہو کہ یہہ بیان تم نے واقعی دیکھا ہے یا صرف چرب زبانی اور اپنی چالاکی دکھانے کو ایجاد کیا ہے۔ کاش کہ تم میرے سامنے ہو اور میں تمہاری آنکھ میں آنکھ ملا کر یہہ سوال پوچھوں اور تمہارے چہرے کی شرم کو دیکھوں۔ اِسی کو ہم کڑواہٹ۔ گستاخی اور چرب زبانی کہتے ہیں۔ مضمون آرائی اور اپنے دل کا نفسانی جوش نکالنے کے لئے ایک بات گھڑ لی۔ اور لکھ دی۔ اور اپنے ہم خیال یاروں سے تعریف سُن لی۔ کہ واہ صاحب خوب لکھا۔ خوب خبر لی۔ ایسا ہی ہم نے آج تک کوئی مشنری نہیں دیکھا کہ جس کے ساتھ ہم گیلے ہو کر ملنے گئے ہوں اور وہ ہم سے روکھا پیش آیا ہو۔ ہم نے آج تک کوئی مشنری نہیں دیکھا کہ جو پتلون کے کیسوں میں ہاتھ ڈالکر ہم سے پوچھ گیا ہو کہ ول سب اچھا ہے۔ ان لوگوں کو ہم نے ہمیشہ باسلیقہ پایا ہے اور طرفہ یہہ کہ بے غرض اور پھر سلیقہ۔

اِس مضمون میں نمونہ کے طور پر ہم نے صرف ایک جملے پر نکتہ چینی کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ ہمارے دوست نکتہ چینی کے فن سے بالکل محروم ہیں۔ وہ نکتہ چینی اور منہہ زوری میں فرق نہیں جانتے۔ اور سچ بھی ہے کہ جو کام کسی نے کبھی کیا نہ ہو بلکہ اُس کے باپ دادے اِس سے ناواقف رحلت کر گئے ہوں وہ اُسکو دفعتاً کیونکر سیکھ

سکتا ہے۔ جو لوگ ہمیشہ غلامی اور ظلم کی حالت میں رہے ہیں اگر اُن کو دفعتاً آزادی ملے تو وہ بڑے تماشے کرتے ہیں یہی حالت ہمارے دوستوں کی ہے لیکن ہم نے اُن کی اصلاح کا بیڑا اُٹھایا ہے گو اپنے تئیں مصلح کہنے کی جرأت ہم نہیں کرتے۔ آیندہ مضامین میں ہم چرچ کونسل کی آخری رپورٹ پر کچھ لکھیں گے اور اپنے دوستوں کی تحریرات کی کلی کھولیں گے۔ امید ہے کہ وہ ناراض نہوں گے۔ ہمارے دوستوں نے نئی آزادی کو اچھی طرح ہضم نہیں کیا۔ ہم چاہتے ہیں کہ اُن کو جلاب دیں تاکہ اُن کے پیٹ صاف ہو جائیں۔ باقی آیندہ

راقم

مخلص ا

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

سرسری طور پر نظر ڈالنے سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ بیرنگ ہائی سکول سے مسیحیوں کو بہت ہی برکتیں اور نعمتیں مل رہی ہیں۔ پنجاب کی کسطرف نظر دوڑاؤ اس سکول کے نشو و نما پائے ہوئے پودے نظر آوینگے۔ فارسٹ ڈیپارٹمنٹ میں اعلیٰ عہدہ دار سول میں اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر میڈیکل ڈیپارٹمنٹ میں سول سرجن۔ محکمہ تعلیم میں سینیر سارٹیفکٹ یافتہ۔ دینی خدمت میں پادری کے عہدہ پر ممتاز۔ اور اگر ذرا غور سے دیکھو تو معلوم ہوگا کہ دیسی کلیسیا کو (انسانی خیال سے) اس ملک میں قایم رکھنے والے ایسے سکول کے نونہال ہیں۔ گو عملی طور پر اس سکول کے فرزندوں نے ابھی تک بہت کچھ کرکے نہیں دکھایا مگر تحریر کے ذریعہ سے بعض نے اپنے ارادوں اور خواہشوں کا اظہار کرنا شروع کیا ہے بلکہ ایک طرح سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ مشنری کام شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ رسالہ مسیحی کے اڈیٹروں میں سے دو صاحب اسی سکول سے متعلق ہیں۔ اور "مسیحی" کے ناظرین خوب جانتے ہیں کہ کیسے اعلیٰ اور روحانیت سے بھرے ہوئے مضامین اس میں شائع ہوتے ہیں اور کسطرح مشنری روح اُن میں کوٹ کوٹکر بھری ہوئی نظر آتی ہے۔ گو بعض دفعہ اُس میں بے تکے مضامین "مصلح" کے نام سے ٹھونکے جاتے ہیں۔ اور بیجا طور پر دیسی دستورات کی رعائت کیجاتی (جنکو وہ خود بھی نہیں مانتے) اور انگریزوں اور انگریزی دستورات کی مخالفت کیجاتی ہے۔ (مگر گھر میں انگریزی دستور سے ناچ رہے ہیں) مگر باوجود اسکے رسالہ مسیحی بحالت مجموعی ایک نہایت ہی قیمتی رسالہ ہے۔ اور گویا بیرنگ ہائی سکول کے فرزندونکا عملی طور پر بشارت کے کام کو کرنیکا پہلا قدم ہے اور جب ہم مقدس یعقوب اور یوحنا کی اوایل خدمت کے زمانہ کو دیکھتے ہیں اور پھر اُسکا مقابلہ اُنکی آخری زندگی سے کرتے ہیں تو ہماری اُمیدیں "مسیحی" کی نسبت بڑھ جاتی ہیں۔ مثلاً مقدس یعقوب اور یوحنا سامری لوگوں پر صرف اسواسطے آگ برسانا چاہتے تھے کہ اُنکی معمولی خاطر تواضع نہوئی مگر بعدہٗ اپنے دُکھ دینیوالوں اور ستانیوالوں کیلئے دعائے خیر دیتے ہیں۔ اسیطرح سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ "مسیحی" ہنوز بچہ ہی ہے۔ ذرا عمر پاکر ضرور صرف مسیح ہی کو پیش کریگا کیونکہ بیرنگ ہائی سکول میں نہ صرف دنیاوی تعلیم اعلیٰ طریق سے دیجاتی ہے۔ بلکہ مشنری روح اور روحانیت میں بڑھنے اور ترقی کرنیکے جو سامان میسر آسکتے ہیں۔ سکول کے محافظین یعنے پادری کلارفیلڈ صاحب اور فخر پنجاب ہمارے محترم بابو سنگھا صاحب استعمال میں لانیکے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے ہاں ہمارا یہہ دعویٰ تو نہیں ہے کہ اس سکول کا ہر ایک لڑکا نیک ہی ہے مگر یہہ کہ ہر ایک لڑکے کو نیک بنانے کیلئے جو کوشش انسانی طریق سے ہو سکتی ہے وہ عمل میں لائی جاتی ہے اور اُسکا عملی نتیجہ دیکھنے کیواسطے اپنی چاروں طرف نظر ڈالو اور دیکھو کہ بیرنگ ہائی سکول کے ثمر کس خوبی سے مسیحی باغ میں لہلہا رہے ہیں ذرا مہاں سنگھہ باغ لاہور کی سیر کو نکلو اور دیکھو کہ اس سکول کے پھول وہاں کیا آب و تاب دکھا رہے ہیں۔ اور اُنکی خوشبو سے مہاں سنگھہ باغ روحانہ باغ ہو کر مہک رہا ہے۔ مگر کانٹے کو پھول کے ساتھ دیکھنا کچھ تعجب نہیں ہے۔

باوجودیکہ بیرنگ ہائی سکول کی خوبیوں سے مسیحی لوگ ناواقف نہیں تو بھی بعض مسیحی احباب اپنے لڑکوں کو اس جگہہ بھیجنے کے عوض سرکاری یا عام مشن سکولوں میں بھیجتے ہیں جہاں البتہ خرچ تو کم ہوتا ہے مگر اکثر اوقات لڑکونکی مسیحی خصلتوں اور عادتوں کا خون ہو جاتا ہے بلکہ اُن کی اخلاقی حالت یہاں تک بگڑ جاتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو عیسائی ظاہر کرنے سے بھی پرہیز کرتے ہیں۔ اس لئے کہ عیسائی نام کے ساتھ ہی اعلیٰ درجہ کی پاکیزگی اور پرہیزگاری وابستہ ہے جسکو وہ اپنے میں نہیں دیکھتے اور اس لئے یہہ مبارک نام بھی اپنے پر لیتے ہوئے اُن کو شرم آتی ہے۔ غرض وہ صاحبان جو اپنے لڑکوں کو ایسے اعلیٰ اور روحانی سکول میں بھیجنے سے باز رہتے ہیں آخر کار سوائے تاسف کے کچھ نہیں کر سکتے۔ مگر ساتھ ہی ہم یہہ بھی کہتے ہیں۔ کہ یہہ صاحب جو اس سکول سے جو کہ فضل کا ایک اچھا وسیلہ ہے اپنی اولاد کو بلکہ اپنے آپ کو مستفیض ہونے سے باز رکھتے ہیں۔ اپنے پاس معقول عذر رکھتے ہونگے کہ باوجود اسقدر نقصان عظیم کے بھی اپنے فرزندونکو اس سکول کی برکتوں سے محروم رکھتے ہیں۔ لہذا ان صاحبان کو ہم دوستانہ صلاح دیتے ہیں کہ وہ اپنے عذرات کو پرنسپل صاحب یا ہیڈ ماسٹر صاحب کیخدمت میں لکھکر بھیجدیں۔ اور پرنسپل صاحب کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔ کہ ان عذرات پر پوری توجہ کے ساتھ غور فرماویں اور اگر کوئی واقعی نقص ہو تو اُسکے رفع کرنیکے لئے انسداد کیا جاوے۔

نوٹ۔ کوئی محمدی یا ہندو وغیرہ مذہب کا شخص خواہ کیسا ہی بدچلن اور خراب کیوں نہو اپنے آپ کو محمدی یا ہندو یا جس مذہب سے وہ متعلق ہو ظاہر کرنے سے شرم نہیں کریگا بلکہ بعض اوقات بڑے فخر سے کہیگا کہ میں محمدی یا ہندو ہوں۔ اسلئے کہ محمدی یا ہندو مذہب کے ساتھ پاکیزگی اور حسن اخلاق لازمی نہیں سمجھے جاتے۔ بلکہ بدمعاش سے بدمعاش محمدی اور ہندو وغیرہ مذہب کا شخص بعض اوقات اپنے مذہب کیلئے بڑا غیر پایا جاتا ہے۔ لیکن اگر مسیحی شخص پاکیزگی اور حسن اخلاق کے مرتبہ سے گر جاوے۔ تو وہ اپنے تئیں مسیحی ظاہر نہیں کریگا اسلئے کہ مسیحی شخص کے ساتھ پاکیزگی اور اخلاق حمیدہ لازمی ہیں۔

معلومات کے آثار ڈھونڈھتے ہیں۔ اور اگر اسی پر اُس کی شہرت کا دارومدار ہوتا تو دراصل سید کو کوئی خوش قسمت نہ شمار کرتا۔

اس میں ہرگز اُس شخص کا پتہ نہیں لگتا جس نے زبان اُردو کے کالبد میں زندگی کا دم پھونکا تھا۔ جس نے مسلمانوں کی پولیٹیکل مشکلات کو اپنی عقل متین و فکر دوربین سے حل کر دیا تھا۔ جس نے دین محمدی کی اصلاح میں اور اسلام کی کمی کو پورا کرنے میں بڑی جان سے کوشش کی تھی۔ جس نے مسلمانوں کو ایسی راہ پر چلا دیا تھا جس پر چلنا وہ نہ چاہتے تھے اور چلتے ہوئے جھجکتے تھے۔ جو اُن کو ایسے گھاٹ اُتار لایا تھا جس کا تیرہ سو برس سے اُنہوں نے خواب بھی نہ دیکھا تھا۔ جہاں ضدی جاہل متعصب گروہ کے آگے ہوا اور یہہ گالیاں دیتی ہوئی کفر کے فتوے سناتی ہوئی گرتی ہوئی اُس کے پیچھے لگ گئی اور سید کی چال نہ سمجھی تا وقتیکہ اپنے تئیں پشت بر قبلہ پایا اور ایسی جگہہ جہاں سے رجعت اُس کے لئے محال تھی۔ ایسے شخص کی قلم سے اور پھر ایسا مضمون! مولانا حالی نے آپ کی تفسیر قرآن کے بعض حصص کی بابت جو فرمایا تھا وہ سراسر اسی موقع کے واسطے موضوع ہے "بہت سے مقامات اس میں ایسے بھی موجود ہیں جن کو دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ ایسے عالی دماغ شخص کو کیونکر ایسی تاویلات بارد پر اطمینان ہو گیا اور کیونکر ایسی فاش غلطیاں اُس کی قلم سے سرزد ہوئیں" (سر سید اور مذہب)

ہم نے امہات مومنین کو گمنام رکھا ہے اور اپنا نام نہیں ظاہر کیا اور نہ ظاہر کریں گے اور سبب بھی بتلا دیا کہ کیوں۔ مناظرہ کی بہت کتابیں گمنام ہیں یہہ تو تعجب کی بات نہیں۔ تحفہ اثنا عشریہ گمنام تھا۔ شیعہ و سُنیوں کو معلوم ہے۔ پھر کیوں مسلمان پریشان ہوتے ہیں اور ہمارے نام کی جستجو میں کد کرتے ہیں۔ جب کہ ایک شخص کتاب کا ذمہ وار اُن کی نظروں کے سامنے موجود ہے۔ اگر اُس کی یہہ غرض ہے کہ وہ ہزار روپیہ انعام کا ہم کو ڈھونڈھ کر عنائت کریں تو اُس کے لئے بھی مشکل نہیں۔ روپیہ وہ ڈاکٹر شاتق کو دیدیں ہم کو مل جائیگا۔ اُنہوں نے رجماً بالغیب کو کتاب کا مصنف قرار دیا ہے۔ اور اکثروں سے اُس کی بابت استفسار کرتے ہیں۔ ہم اپنے عیسائی بھائیوں کو جیسا سمجھا چکے پھر تاکید سے سمجھاتے ہیں کہ جب کوئی مسلمان کسی سے اُس کی تصنیف کا حال

اُمّہات المومنین

ضمیمہ اوّل

بجواب ازواج مطہرات مصنفہ سید احمد مرحوم

دیباچہ

سر سید احمد مرحوم کا آخری مضمون ازواج مطہرات دیکھ کر ہم کو بڑی خوشی ہوئی جس کو بہت مسلمانی اخباروں نے شائع کر دیا ہے۔ ہم کو اندیشہ تھا کہ شائد ہماری قسمت میں اُسی قسم کے مولوی صاحبان سے مخاطبت بدی ہو جن کے ساتھ سید امیر علی کے علاوہ ہم کو امہات مومنین میں مخاطبت کی ناگواری برداشت کرنا پڑی تھی۔ اور ہم کو جاہل۔ کم نظر کوتاہ بین۔ اسلام کے نادان دوستوں نے بھی بڑے وثوق کے ساتھ یہہ باور کرانا چاہا تھا کہ "سید ایسے مہذب و بعلم شریف آدمی کی نظر میں غالباً ہم سے بے حقیقت کم مایہ غیر مشہور رذیل خیال مصنف کی تصنیف پر یقیناً نہیں پڑیگی" چنانچہ نہر نمبر ۹ مطبوعہ ۱۴۔ مارچ ۹۸ء میں یہہ غالباً اور یقیناً کو وابستہ کر دینے والے کوئی نہال احمد کڑوی ہیں جنکو ہر کارے و ہر مردے فطرت نے بحث کرنے سے زیادہ رونے کی ترسناک خدمت ادا کرنے کے لئے وضع کیا ہے اور اگر آپ سرحد پر ہوتے تو شائد ملا ہدا کی کشف مرداری کچھ قابلیت اور فخر کے ساتھ کرتے۔ ہم نے آپ کا ذکر خیر اس لئے کیا کہ آپ نے امہات مومنین اور اُس کے مصنفین کے خلاف مسلمانوں کو افروختہ کرنے اور جوش دلانے میں بڑا مبالغہ کیا ہے اور پھر اپنی نادانی سے گورنمنٹ

ہیں ہماری کتاب کو تلف کرانے کی رو رو کر مچل مچل کر قدم چوم چوم کر التجا کی ہے۔ آپ ان تمام کوششوں کو اپنی شہرت کا ایک سستا اور یقینی وسیلہ سمجھتے رہے ہیں اور اس میں کامیابی کو (جو آپ کو کبھی نصیب نہیں ہو سکتی) موجب سعادت دارین۔ میر ممتاز علی دیوبندی مالک رفاہ عام پریس لاہور نے تیرھویں جلسہ حمایت اسلام لاہور میں ایک مضمون پڑھا تھا "مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے" آپ کہتے ہیں کہ میں نے بہت مسلمانوں سے اِس سوال کا جواب چاہا کسی نے کچھ کہا اور کسی نے کچھ آخر ایک نے یہہ جواب دیا جس کو میر صاحب بھی پسند کرتے ہیں "مسلمانوں کو کچھ بھی نہ کرنا چاہئے صرف ڈوب مرنا چاہئے کہ یہہ زندہ رہنے کے قابل اور دنیا کو منہہ دکھانے کے لائق نہیں" اگر میر صاحب کو ہمارے اِس نہال اسلام کی مرجھائی شاخ سے بھینٹ ہو جاتی تو اُس وقت وہ صرف یہی کہتے کہ "مسلمانوں کو اپنی مسلمانی بچانے کے لئے امہات مومنین کے خلاف موریل پر دستخط کرنا چاہئے" مگر اب جو موریل نامنظور ہو گیا منشی صاحب بھی وہی جواب دینگے جو اُوپر مذکور ہوا۔ چونکہ آپ شہرت کے ازبس آرزومند تھے اِس لئے ہم نے بھی آپ کو اپنی تحریر کے ایک گوشہ میں جگہہ دیدی ورنہ وہ کچھ ہماری قلم کی توجہ کے لائق نہیں تھے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ہمارا طرز تحریر مخالفانہ ہے۔ ہم حضرت کی نعت لکھنے والوں میں شمار ہونا نہیں چاہتے اور نہ دبی زبان سے اپنے اعتراض بیان کرنا۔ اور بعض واقعات پر ہم نے اپنی بیزاری کو بلا رو و رعائت ظاہر کر دیا ہے۔ اور ہم سرسید کے سکرٹری مولوی وحید الدین سلیم کے اِس الزام کو بھی ایک حد تک قبول کر لیں گے کہ "ہم نے آنحضرت اور اُن کے ازواج کی نسبت نہائت دریدہ دہنی سے کام لیا ہے" کچھ تعجب نہیں کہ مسلمان ہم سے خفا ہو گئے۔ ہم کو اُن کی خفگی کی بہت پروا نہیں۔ حق کڑوا ہوتا ہے ہم خوشامدانہ مباحثہ نہیں کرتے۔ مگر ہم ضرور حیرت سے دیکھتے ہیں کہ بجائے اِس کے کہ ہم کو معقول جواب دینے کی کوشش کریں وہ مایوسی و ناامیدی کی حالت میں گورنمنٹ کا دامن پکڑ کر روتے ہیں اور ہماری قلم کو جو فی سبیل اللہ میدان مناظرہ میں تیغ دودم کا کام دیتا ہے بے زبان کرانا چاہتے ہیں۔ اور ہماری زبان کو جو ہمارے دل کی ہمداستان ہے قلم کرانا۔ مرزا قادیانی نے جو کبھی کبھی جھونکے سے راہ پر آ جاتے ہیں اور شائد منشاء قانون کو عام مسلمانوں سے کچھ زیادہ سمجھنے لگے ہیں۔ اِس روش کو ناپسند کر کے مسلمانوں کو خوب نفرین کی ہے اور کسی غرض

نور افشاں

سے مذہبی خیالات کے اظہار کرنے کی آزادی کی حمائت میں اپنے تئیں مسلمانوں کی ملامت کا نشانہ بنایا ہے۔ ہندوستان کے اسلامی اخباروں نے ایک دھوم مچا رکھی ہے۔ ہر طرف سے لینا ہے پکڑنا ہے کی آواز بلند ہے۔ کوئی کافروں کی سُنت پر صلاح دیتا ہے کہ کتاب کو گنگاجی کی بھینٹ چڑھانا چاہئے کوئی خلیفۃ المسلمین عثمان کا مسنون طریقہ سمجھتا ہے کہ صحف دیار و امصار سے جمع کرا کے جلوا دی جائیں۔ ہم یہہ سُنتے تھے اور کہتے تھے کہ ہماری کتاب کو نہ پانی کا ڈر ہے نہ آگ کا۔ اربع عناصر اُس کے مددگار ہیں۔ اُکھڑ گئے کیسے کیسے مناظرین کے چھکے اُس نے پانی پانی کر دئے کتنے متعصبین کے سینوں میں اس نے بغض و عداوت کا شعلہ بھڑک اُٹھا مولویوں کی کتنی آرزوئیں اُس نے خاک میں ملا دیں اور باد صبا کے بازوؤں پر سوار ہو کر ہمیشہ جنت ہند میں للکار آئی۔ بس مخالفوں کی زِلّت کی مطلق پروا نہ کر کے ہم کبھی تو قران کا وہ مقولہ یاد کرتے تھے کانہم حمر مستنفرۃ فرت من قسورۃ اور کبھی غالب کا یہہ شعر پڑھکر ہنستے تھے ~ جمع کرتے ہو کیوں رقیبوں کو۔ اک تماشہ ہوا گلہ نہ ہوا ہم نے ٹھان لی تھی کہ اب ہم نہ بولیں گے تا وقتیکہ مولوی صاحبان اور منشی صاحبان اپنے اپنے دلوں کے غبار نکال کر ٹھنڈے نہ ہو جاویں مگر سرسید نے اپنے آخری ایام ہماری کتاب امہات مومنین پر صرف کئے ہیں ہم اُن کے ایڈ مائیرر نہ تھے اُن کی اِس تحریر کی ہم کو واجبی قدر کرنا چاہئے ہم ادب کے ساتھ اُس کا پورا جواب دینگے۔ اور در اصل یہہ ہمارے ایسے مخالف ہیں جن سے دوچار ہوتے ہوئے ہم کو عار نہیں آ سکتی۔ ہم کو حسرت رہ گئی کہ سید کچھ اور نہیں لکھ سکے۔ ورنہ ہمارا حوصلہ بھی پورا ہو جاتا اور پھر چھوٹے موٹے مولویوں کو آئندہ ہمارے مقابلہ کا حوصلہ نہ رہتا۔ سرسید سے بڑھکر اسلام اور بانی اسلام کی حمائت کرنے کی قابلیت ہم کو ہندوستان میں کہیں نظر نہیں آتی اور اب کوئی دوسرا امام رازی ہستی میں نہیں کہ جس کی تردید کر کے ہم بازار مناظرہ کو گرم کر سکیں۔

ہم پھر کہتے ہیں کہ یہہ مضمون اپنی ذاتی خوبی کی وجہہ سے قابل وقعت نہ تھا بلکہ صرف سرسید کی قلم نے اور اُن کے ایام آخری کی محنت نے اُس کو وقعت بخشی ہے اور ہم کو اُس کی تردید پر آمادہ کیا۔ اسلام کی حمائت کو سرسید نے اپنی پولیٹکل پالسی کا ایک جزو بنا رکھا تھا۔ اور یہہ صحیفہ ہرگز وہ نہیں ہے جس میں ہم اُس کی فہم و فراست تدبیر و رائے۔ ذہانت و ذکاوت۔ جدت طبع و وسعت

دینی خبریں

کلکتہ کے مسٹر جے کیمبل وائٹ صاحب لکھتے ہیں کہ انڈیا اور سیلون کی سٹوڈنٹ والنٹیر موومنٹ کی طرف سے کوشش کی گئی ہے کہ آنے والی سردی کے موسم میں کنونشن میں بولنے کے لئے چند شخصوں کو بُلایا جاوے اب ولائت سے تار آیا ہے کہ پادری۔ الف۔ بی۔ مائر صاحب آنے کی امید رکھتے ہیں اور بڑے دن کے قریب یہاں پہنچیں گے۔ ابھی تک اِس کا پتہ نہیں ہے کہ سوائے مسٹر مائر کے اور بھی کوئی آویگا کہ نہیں۔

گنٹولا کے بودہ سکول کے ہیڈ ماسٹر نے مقام گائے میں مسیح کا اقرار کر کے بپتسمہ پایا ہے اس سے پانچ یا چھ مہینے پہلے سابق ہیڈ ماسٹر نے بھی اُس خادم الدین کے ہاتھ سے بپتسمہ پایا تھا جس سے موجودہ ہیڈ ماسٹر نے پایا ہے۔

جزائر ہوائی کے لوگوں کی اخلاق اور روحانی حالت فلپائن جزیروں کی طرح تنزل پر نہیں بلکہ دن بدن بڑھتی جاتی ہے۔ اِس کا بڑا سبب مسیحی مذہب کی طاقت ہے کہ جو مشنریوں کے وسیلے سے پھیلایا گیا ہے لیکن برعکس اِس کے اُن جزیروں میں کہ جو سپین کے علاقے میں ہیں باوجود اِس کے چار سو برس سے رومن کیتھلک پریسٹ اپنی حکومت کا سکہ جمائے بیٹھے ہیں اب تک ایسی ہی حالت اور بُت پرستی پھیلی ہوئی ہے جیسا اُن جزیروں کے معلوم ہوتے وقت تھی حالانکہ ہوائی جزیروں پروٹسٹنٹ مشنریوں کی طرف سے ایک سو برس سے کام جاری کیا گیا ہے اور وہ اب ایسے ہی مہذب اور آزاد ہیں جیسا کہ اضلاع متحدہ امریکہ۔

جنوبی سمندر کے جزیروں کے نئے مرید بڑی سرگرمی سے اپنے تئیں مشنری کام کے لئے بطور والنٹیر پیش کر رہے ہیں اب سوال در پیش ہے کہ اُن کو کس طرح سے تعلیم دیجاوے۔

مکسیکو میں بائبل کی بڑی مانگ ہو رہی ہے جس قدر زیادہ بائبلیں سرکاری حکم سے جلائی جاتی ہیں اُسی قدر اُن کی مانگ بڑھتی جاتی ہے بہت سے غریب آدمی بائبل کا ایک باب سُنکر اُس کے حاصل کرنے کے لیے جو کچھ خرچ پڑے خرچ کرنے کو طیار ہیں سنہ ۱۹۱۶ء میں ۲۸۳۳۳۲ بائبلیں بائبل کے حصے اور نئے عہد نامے فروخت کئے گئے وہاں ۲۲ کالپورٹر کام کر رہے ہیں یہہ بات اکثر سُنی جاتی ہے کہ مکسیکو کی خاص کتاب بائبل ہے۔

ڈاکٹر۔ ڈی۔ ایل۔ جوشی بمبئی انڈین کرسچن ایسوسیئیشن کے سیکریٹری نے مسیحی کام کے لئے ذیل کا پروگرام شائع کیا ہے۔

”یہہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ انڈین کرسچن ایسوسی ایشن کے متعلق بشارت کرنے کے لئے ایک گروہ مقرر کیا جاوے اور اُس گروہ کا کام حسب تفصیل تقسیم کیا جاوے ۔“

(۱) ایونجلسٹک ہال میں انگریزی اور دیسی زبان میں لیکچر دینا۔

(۲) بازار کی منادی۔

(۳) متلاشیوں سے ملاقات۔

(۴) مسیحی مذہب کی تائید میں رسالے شائع کرنا۔

(۵) مسیحی رسالوں کو تقسیم کرنا۔

ہم لودیانہ اور پنجاب کی دیگر انڈین کرسچن ایسوسی ایشنوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ بھی اپنی اپنی سوسائٹیوں کے متعلق اِس قسم کے گروہوں کو مقرر کریں۔

ہائی لنڈ واقعہ ملک انگلستان میں سنڈے سکول کی ابتدا مسٹر گلیڈسٹون کی والدہ کی طرف سے ہوئی سب سے پہلا سنڈے سکول ڈنگ وال میں اُنسے جاری کیا گیا۔

پیارے ناظرین نورافشاں کو واضح ہو کہ خدا کے فضل سے ہیٹسٹ مشن کا کام امسال خوب ترقی پر ہے۔ کیونکہ تین اشخاص نے بپتسمہ حاصل کیا ہے۔ اور کئی ایک آدمی متلاشی حق ہیں جن کا بپتسمہ آیندہ ماہ میں ہوگا۔ لہذا اُن نومریدوں کیلئے خدا سے دعا مانگیں کہ وہ اپنے ایمان کو مضبوط رکھیں اور اُس کے سچے سپاہی بنیں۔ دیگر مفصل ذیل کام مشن کے بڑے زور شور کے ساتھ چل رہے ہیں (۱) بازاری منادی۔ (۲) رات کو باری باری گھر بہ گھر پریچنگ۔ (۳) ایک اسکول چند ماہ سے کھولا ہے جو کہ دن بدن خوب ترقی پر ہے۔ لیکن فی الحال صرف ایک اسکول ماسٹر ہے۔ جس سے اتنے بڑے کام کا سرانجام دینا مشکل ہے۔ لہذا ہم کو اِس اسکول کے لئے ایک لائق اسکول ماسٹر کی ضرورت ہے۔ جو کہ مڈل پاس ہو۔ لائق مسیحی ہو۔ منادی کا کام بھی جانتا ہو۔ بال بچہ دار ہو۔ مجرد نہ ہو۔ اور اگر پریسبٹیرین یا میتھوڈسٹ مشن کا ہو تو اور بھی بہتری ہے۔ سندات بھیجکر راقم سے بابت تنخواہ کے خط و کتابت کریں۔

الراقم

این۔ سالومن۔ کیٹی کسٹ مشن روم

نور بازار۔ کوہ شملہ

مُلکوں اور شہروں کی مختصر خبریں

لندن جولائی ۱۹۔ صلح کی نسبت خط و کتابت کا ہونا بلکہ اُس کا ذکر تک کا بھی ہونا میڈرڈ یا واشنگٹن میں سرکاری طور پر انکار کیا جاتا ہی۔

اغلب ہی کہ منیلا اور پورٹو ریکو میں امریکہ کی جانب سے برسات کے بعد ستمبر مہینہ تک تمام کارروائی ملتوی کیجاویگی۔

پریزیڈنٹ مکنلی کی جانب سے اشتہار جاری کیا گیا ہی جس میں سنتیاگو اور گرد نواح کے صوبہ کی حکومت کے بندوبست کا ذکر ہی۔ تمام بندرگاہ اور مقامات جو امریکہ کے قبضے میں ہیں عام تجارت کے لئے مساوی شرائط پر کھولے جاوینگے۔ دیسی فوج اور عام عدالتیں برقرار رہیں گی ؛

سنتیاگو کے مطیع ہونے کی شرائط کے بموجب گوانتنامو اور کیماریرا کے قلعہ سپین والوں نے کل امریکہ کے سپرد کر دئے ہیں۔

سپین کے قیدیوں کا شمار بائیس ہزار سات سو اور اسّی ہی۔ یہہ شمار جنرل شافٹر کی فوج سے کہیں بڑھکر ہی۔

امریکہ اور کیوبہ کے باغیوں میں ناچاقی بڑھ رہی ہی۔ باغی غصہ ہو رہے ہیں کہ ہم کو سنتیاگو کیوں نہیں دیا گیا۔

باغیوں کے سردار گارسیا نامے نے اُس جلسہ میں جب امریکہ کا جھنڈا سنتیاگو پر نصب کیا گیا تھا آنے سے انکار کیا اِس وقت سے ابتک کوئی بات چیت دونوں کمپوؤں کے درمیان نہیں ہوئی۔

امریکہ کے افسر اور سپاہی اہل کیوبہ کی طرف اپنی حقارت کے خیالات کو نہیں چھپاتے ہیں اور پیشنگوئی کی جاتی ہی کہ امریکہ اور باغیوں کے درمیان جلد مخالفت پیدا ہوگی۔

لندن جولائی ۱۹۔ ڈاکٹر کی رپوٹ سے معلوم ہوا ہی کہ پرنس آف ویلس کے زانو کی چپنی ٹوٹ گئی ہی۔

لندن جولائی ۲۰۔ سپین کی وزارت ششدر حیران ہوئی ہی کہ جنرل ٹورل نے امریکہ کے ہاتھ سنتیاگو کے تمام جنگی ضلع کو حوالہ کرنے کی شرط کرلی ہی اور مارشل بلینکو سے استفسار کیا ہی کہ حوالہ کرنے کی مفصل کیفیت بھیجے جو جنگ کی کونسل کے سامنے پیش کیجاویگی

سپین کے قیدیوں اور امریکہ کی فوج کے درمیان دوستانہ برتاؤ کی روح پھیل رہی ہی۔

سپین کی گورنمنٹ کہتی ہی کہ ہم نے سنتیاگو کو حوالہ کرنے کا کوئی حکم نہیں دیا ہی بلکہ ہم نے جنرل ٹورل پر چھوڑ دیا تھا جنرل ٹورل طلب کیا جاویگا کہ اپنا بیان کورٹ مارشل کے سامنے دیوے۔

لندن جولائی ۲۱۔ اخبار مارننگ پوسٹ کے پاس جو تار میڈرڈ سے آیا ہی اُس میں بیان کیا جاتا ہی کہ سپین کی وزارت نے اتفاق رائے سے فیصلہ دیا ہی کہ صلح کی جاوے اور کیوبہ کے قلعوں کے حوالہ کرنے کی ذمہ واری مارشل بلینکو اور جنرل ٹورل پر ڈالی جاوے۔

امریکہ کی امدادی فوج کا دوسرا دستہ جو فلپاین جزائر میں آنے والا تھا ۱۷ تاریخ کو مقام کویٹ میں پہنچگیا ہی اور اس سے اگلے روز فوج کے باقی کا حصہ جو سین فرینسسکو سے روانہ ہوا تھا اپنی جگہہ پہنچگیا ہی۔

گارسیا نے جو کیوبہ کے باغیوں کا گروہ ہی جنرل شافٹر کو لکھا ہی کہ میں اُس سلوک سے جو باغیوں سے کیا گیا ہی سخت ناراض ہوں اور امریکہ والوں کے ساتھ ملکر کام کرنے سے انکار کرتا ہوں۔ اُس نے یہہ بھی لکھا کہ باغی پہاڑوں پر چلے جاوینگے۔

یقین دلایا گیا ہی کہ واشنگٹن کی سرکار صلح کی ضروری شرطوں میں ایک یہہ شرط رکھیگی کہ پورٹو ریکو امریکہ کے ہاتھ میں رہے اور ممکن ہی کہ مقام لیڈرونس کو بھی لیوے تاکہ کوئلہ لینے کا سٹیشن بنایا جاوے۔ جزائر فلپاین کی نسبت اب تک کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا گیا ہی۔

بمبئی جولائی ۲۲۔ ۱۴ واردات اور ۱۱ اموات کی رپورٹ کل کی گئی ہی۔

کراچی ۱۲ جولائی۔ آج تین واردات اور ۴ اموات کی رپورٹ ہوئی ہی۔

الہ آباد جولائی ۱۲۔ مان لچھمن نامی ڈاکو کو جس نے ریل کی گاڑی میں ڈاکہ مارا تھا سشن جج نے عمر قید کی سزا دی ہی۔ ریلوے وکیل نے زور دیا کہ یہہ چوریاں بہت بڑھتی جاتی ہیں۔ اِن کا انسداد ہونا چاہیئے۔ مناسب ہی کہ ایسے مجرموں کو نہایت ہی سخت سزا دیجاوے تاکہ آیندہ کو عبرت ہووے۔

لندن جولائی ۲۲۔ آج کی تاروں میں منیلا کے جنگ کی کیفیت جو ۱۰ تاریخ کو ہوا تھا درج ہی سپین کے تین تجارتی جہاز اور پانچ جنگی کشتیاں بالکل برباد کی گئیں۔ کہتے ہیں کہ اس لڑائی میں ایک سو سے زیادہ سپین کے جنگی سپاہی کام آئے۔

اخبار ڈیلی نیوز کے برلن کا کارسپانڈنٹ بیان کرتا ہی کہ تمام طاقتیں سوائے برٹن کے اِس امر پر متفق ہیں کہ جزائر فلپاین کا امریکہ کے ساتھ الحاق نہ ہو ؛

مضامین مفید المبتدین

ایمانداری کا نتیجہ

یورپ کے جزیرہ نما میں سوئٹزرلینڈ نامے ایک ملک نہایت ہی خوش منظر واقع ہے۔

اِس ملک کے دامنِ کوہ گلارس اور لنتھ نامے وادی میں گلارس نامے ایک بستی نہایت ہی خوش موقعہ آبادی ہے - یہہ مقام ہر طرح سے قابل پسند کے ہے۔ اِس بستی کی کیفیت جو دس برس قبل اِس کے تھی بالکلیہ مدِ نظر ہے۔

اِس بستی کے باشندے سادہ لوح اور عالی ہمت - محنت کش اور اہل دول اور نہایت ہی مسافر پرور لوگ تھے اور امن کے ساتھ خوشی سے زندگی بسر کرتے تھے۔

لیکن ایک شب ایسی آئی کہ اُس روز اُن کا سارا امن جاتا رہا اور اُنکی خوشی کا خاتمہ ہوگیا۔

اُس شب کو لوگ حسب معمول اپنی خوابگاہوں میں داخل ہوئے کتنوں نے اپنی جانیں خدا کے ہاتھ میں سونپیں اور کتنے اِس امید پر لیٹے کہ کل کی صبح پھر بخیریت دیکھیں گے۔

دو پہر رات آچکی تھی کہ دفعتاً پکار مچی کہ "آگ لگی"۔ غرض کہ مقام واقع پر ہر شخص مدد کے لئے دوڑا دوست اور دشمن اپنی اپنی خواہشیں بھول گئے - اور سوا آگ کے گل کرنے کے کسی بات کا خیال کسی کو نہ رہگیا تھا۔

جس مکان میں آگ لگی تھی وہ بستی کے بیچ میں ایک چھوٹا سا مکان تھا - یہہ حال نہ کھلا کہ آگ کیونکر لگی لیکن اُس وقت ہر شخص کو یہی خیال ہوا کہ کسی نوکر کی نادانی سے یہہ بات ظہور میں آئی ہے۔

خیر از بس کہ مکان چھوٹا تھا اور ہر نوع کی امداد موجود تھی ہر شخص کو یہہ امید تھی کہ آگ جلد بجھ جائیگی لیکن ایک ایسی بات ظہور میں آنے والی تھی کہ جس کا کسی کو گمان تک نہ تھا۔

اِس حیث بحث میں دہایک گڑگڑاہٹ کی سی آواز سُننے میں آئی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہہ آواز قریب چلی آتی ہے اور لوگوں کو معلوم ہوگیا کہ یہہ باد مہلک فون نامے کا جھونکا ہے - تب تو لوگوں کے ہوش اُڑے کیونکہ یہہ ہوا ایسی تھی کہ اِس کا روکنا انسان کے امکان سے باہر تھا۔ یہہ ہوا دکھن کی سمت سے الپس پہاڑ پر سے ہوکے بعض بعض وقت بہت ہی گرم بہتی ہے اور اُس میں نہ صرف یہہ صفت ہے کہ آگ کو مشتعل کرے لیکن آگ کو کھینچ لیتی ہے حتّی کہ مقناطیسی سوئی کا اثر رکھتی ہے - جب یہہ ہوا آنے لگتی تھی تو لوگ فوراً چراغوں کو گل کر دیا کرتے تھے تاکہ کسی طرح کا حادثہ نہ ہونے پاوے کیونکہ اِس کے کئے بغیر رہائی نہ ہوتی تھی۔

چراغ تو بہ آسانی گل ہو سکتے تھے لیکن جلتے ہوئے مکان کی آگ کو اب کون گل کر سکتا تھا - وہ ہوا غضب کی ہوتی ہے ہر شرارے سے آگ مشتعل ہوتی ہے آگ بجھنا تو درکنار عنقریب ایک گھنٹے کے عرصہ میں کُل بستی آگ میں ملفوف ہوگئی۔

اُس پاس کے موضعوں سے مدد پہنچی لیکن اب مدد سے کیا ہوتا تھا اُس بستی کا کام تمام تھا اور سوا خاک سیاہ ہونے کے کچھ چارہ نہ تھا۔

یہہ منظر گو خوفناک تھا تاہم جلالی معلوم ہوتا تھا وہ خوبصورت وادی جس میں چند گھنٹے قبل تاریکی چھائی ہوئی تھی اب گویا کہ جلالِ آسمانی سے روشن تھی اور وے شاندار پہاڑ جن کی چوٹیاں برف کی مانند سفید تھیں مثل ایک قربانگاہِ بلند کے جل رہے تھے جس پر کہ زمین اپنی شکرگذاری کی قربانی خدا کے روبرو گذرانتی اور بہ نظر ترحم اِس بستی کی مصیبت کے اُوپر نگاہ کرتی تھی۔

غرض کہ ایک ہی رات میں پانچسو مکانات جل کے خاک سیاہ ہوگئے اور صبح کی روشنی کے ساتھ لوگوں کا تاسف زیادہ ہوا اور روے ناامیدی سے ہاتھ ملنے لگے - یہہ آفت ایسی دفعتاً اُن کے اُوپر آگئی تھی کہ کوئی شے نہ بچ سکی اور سوا جان لیکے بھاگ نکلنے کے کچھ بھی نہ بن آیا۔

لیکن دیکھئے خدا کا انتظام کہ اِس عام غارتگری میں ایک جھونپڑا بچا ہوا نظر آیا حتّی کہ اُس کے بچنے میں شان کبریائی معلوم ہوتی تھی - پر اِس میں راز کیا تھا اُس گھر کے اُوپر کیوں یہہ توجہ تھی؟

اِس کا جواب اِس قصے میں ملتا ہے - اور وہ قصہ یوں ہے گلارس میں ایک دولتمند آدمی کے پاس ایک نوکر تھا جس کی خدمت کے صلہ میں اُس کے آقا نے اُس کے بال بچوں اور اُس کی آسائش کے لئے ایک مکان بنوا دیا اور اُس کو روزگار سے لگا دیا تھا۔

برسوں گذر گئے اور وہ اِس عرصہ میں بڈہا ہوگیا - چونکہ اُس کی بی بی ایک گونہ غافل تھی رفتہ رفتہ اُس کا کام بگڑ گیا اور جب اُس بیچارے نے آرام پایا تو اپنے تئیں ایسا مقروض پایا کہ لین دین بند کرنا پڑا بلکہ اُس کو اپنے قید ہو جانے کا بھی خوف ہوا۔

اپنی اُس مصیبت کے درمیان میں وہ اپنے بال بچوں کی رفع تکلیف کے خیال سے نے یہہ سوچا کہ اپنے آقاِ قدیم کے پاس چلکے اُن سے اپنی مصیبت کا حال ہو بہو کہہ دیجئے۔

اُس کا آقا اُس کے ساتھ بڑی مہربانی سے پیش آیا اور اُسے اِس قدر نقد دیا کہ قرض ادا ہوگیا اور اُس کو پھر

روزگار کرنے کے لئے بھی اُسی قدر روپیہ دیا۔

اِس شفقت کے باعث سے اُس نے اشک دیدہ ہو کے اپنے آقا کا شکریہ ادا کیا اور یہہ عہد کیا کہ اگرچہ آقا کی خدمت میں میری جان تک بھی ضائع ہو جائے تو بھی میں اُسے ہرگز فراموش نہ کرونگا۔

اِس آفت زدہ شب کو اُس کی ایمانداری کا امتحان کرنے کا موقع پیش آیا۔ آگ تو چاروں طرف لگ ہی رہی تھی اُس دولتمند کا گھر بھی نہ بچا۔ اُس کے گھر کی دونوں جانب میں آگ لگ چکی تھی اور وہ بیچارہ بیمار اور ضعیف و ناتوان پڑا تھا۔ اُس کے پاس ایک آدمی بھی نہ تھا کیونکہ سب کی جان کے اُوپر آن پڑی تھی۔

شعلے اُس کے کمرے تک پہنچ گئے تھے اور کوئی اُس کے پاس نہ آیا اور اُس کو سوا اُس کی موت کے کسی بات کی امید باقی نہ رہ گئی تھی۔ پر کیا دیکھتا ہے کہ دفعتاً اُس کے کمرے کا دروازہ کھلا اور وہی وفادار نوکر آ کے حاضر ہوا اور بڑی احتیاط کے ساتھ اُس کو اپنی گود میں اُٹھا کے لے بھاگا اور ایک دوسرے موقع میں اپنے ایک دوست کے مکان پر لے آیا جس کی بی بی اُس کی غیر حاضری میں اُس کی بیمارداری کے لئے مستعد ہوئی۔

اِس کو یہاں پہنچا کے وہ اپنے بال بچوں کی تلاش میں لوٹا جنکو اپنے آقا کی جان بچانیکی غرض سے وہ اپنے ایک دوست کے سپرد کر آیا تھا اور اُنکو باقی لامکان لوگوں کے بیچ میں پایا اور ساتھ ہی اُسکے اپنے مکان کو بھی سلامت دیکھا۔

جو خیالات اُسوقت اُسکے دل پر گذرے اُس کے تذکرے کی نہ تو قلم میں جرأت ہو نہ زبان میں طاقت ہو۔ وہ فوراً کانپتے ہوئے اپنے گھٹنوں کے اُوپر گرا اور اپنی تہہ دل سے خدا کا شکر کیا اور یہہ ارادہ کیا کہ جیسا میں نے اب تک اپنے آقا و زمینی کی خدمت کی ہو ویسا ہی اب سے آگے کو اپنی ساری عمر خداوندوں کے خداوند کی خدمت کرونگا جس نے ایسی مصیبت اور خطرے کے ایام میں مجھے اور میرے بال بچوں کو محفوظ رکھا۔

جونہیں وہ اپنے گھر میں آباد ہوا وہ اپنے آقا کو اپنے گھر میں اُٹھا لایا اور مع اپنی بی بی کے تادم مرگ اُسکی خدمت کی۔

گلارس کی بستی آگے کی مانند آباد ہو گئی ہو اور ایسا معلوم ہوتا ہو کہ اُس میں کسی طرح کی آفت ہرگز نہ آئی تھی۔ لیکن اِس وفادار خادم اور اُسکے آقا کا قصہ کسی کے دل سے فراموش نہیں ہوتا۔ اور لوگ اِسکو بھی نہیں بھولتے کہ کیونکر خدا نے اُس غریب شخص کی جھونپڑی کو آگ سے بچایا اور اُس کی خود گزشت شکرگذاری کا اُس کو اجر دیا۔

× اعلان عام

منجانب ڈاکٹر احمد شاہ شایق مشتہر رسالہ اُمہات المومنین

ہندوستان سے میری غیر حاضری کے زمانہ میں اہل اسلام نے اشاعت امہات مومنین پر بڑا شور مچایا تھا کبھی میموریل گورنمنٹ میں بھیجتے تھے اور کبھی نالشات کرنے کی تجویز کرتے تھے اور یہہ بھی کہتے تھے کہ مشتہر ڈر کے مارے لنڈن بھاگ گیا اور مجھ کو ایک فرضی شخص قرار دیتے تھے۔ میں نے مناسب سمجھا کہ موقع کو غنیمت جانکر ایک بار ہندوستان پھر آؤں۔ چنانچہ اب میں اِس وقت ہندوستان میں ہوں دو ماہ تک یہاں رہونگا اور پھر واپس انگلستان ہوؤنگا پس جس کسی کو مجھ پر کوئی دعوی کرنا ہو اب کرے ورنہ پیچھے سے بے تکی ہانکنا اچھا نہیں اگر کسی کو مجھسے خط و کتابت کرنا منظور ہو تو بھی میں حاضر ہوں۔

اہل اسلام سے یہہ بھی گذارش ہو کہ جس قدر مضامین امہات مومنین کے خلاف اسلامی اخباروں میں شائع ہوئے ہوں وہ تمام مجھ کو وصول نہیں ہوئے پس ہر مضمون جو میرے خلاف یا کتاب کے خلاف جواب ملنے کی غرض سے لکھا ہو اُس کی اطلاع مجھ کو ملنا چاہئے۔ کہ وہ کس اخبار اور کس نمبر میں ہو کہ میں اُس کو منگالوں۔ اور جن لوگوں نے کتاب مفت میں پائی ہو اگر وہ یوں ہی عنایت کریں تو بعید از نوازش نہ ہوگا۔ اگر اُن مضامین کی اطلاع مجھ کو نہ ملیگی تو میں اُن کے جواب دینے سے اپنے تئیں بالکل سبکدوش سمجھونگا۔ یہہ بھی واضح ہو کہ سر سید مرحوم کے جوابی مضمون "ازواج مطہرات" کی پوری تردید مصنف امہات مومنین کی طرف سے جس کا اعلان ۱۵ جولائی کے نورافشاں میں ہو چکا زیر طبع ہو۔ جن اہل اسلام کو لینا منظور ہو ۲ کے ٹکٹ فوراً روانہ کریں یہہ رسالہ اُن کی خدمت میں پہنچیگا۔ میرا پتہ ہندوستان میں یہہ ہو ڈاکٹر احمد شاہ شایق معرفت طامس کک اینڈ کمپنی۔ بمبئی۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے

فروخت کے لئے پُرانے لوہے کی ریلیں

لمبائی۔ چوڑائی۔ نرخ۔ اور پہنچانے کی شرائط وغیرہ کی نسبت چیف سٹور کیپر۔ این۔ ڈبلیو۔ آر۔ ریلوے لاہور سے خط و کتابت کرو۔

لودیانہ۔ اتوار کی صبح کو قریباً سوا چھ بجے اِس جگہ بھونچال آیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ رُخ شمال سے جنوب کو تھا۔

بارشیں خوب ہو رہی ہیں۔ زمیندار بہت خوش نظر آتے ہیں۔ بیماری کی کوئی خاص شکایت ابتک نہیں ہو۔